مستند دلائل سے لبریز ایک چشم کشا اور دلفریب تحریر

بابا گرونانک

اور

سلسلۂ مداریہ

تحقیق وترتیب:

محمد ہاشم علی بدیعی مصباحی

ناشر:

شاہ بسطام تحقیقاتی ادارہ برائے تصوف

Book Name : Baba Guru Nanak aur Silsila e Madariya
Author : Hashim Ali Misbahi
Pages : 40
Published by: Shah E Bastam Research Institute of Sufism, Miranwali – Second Edition 2023

سلسلہ اشاعت: ۲۳

کتاب	باباگرونانک اور سلسلہ مداریہ
تالیف و مرتب	ہاشم علی مصباحی
صفحات	۴۰
اشاعت اول	بھارت–اکتوبر ۲۰۲۳ء
اشاعت دوم	پاکستان–دسمبر ۲۰۲۳ء
تعداد	۳۰۰
اہتمام	محمد منشا خان
ناشر	شاہ بسطام تحقیقاتی ادارہ برائے تصوف
قیمت	۲۰۰

دستیابی کا پتہ

- شبتابت: (شاہِ بسطام تحقیقاتی ادارہ برائے تصوف)، ماڈل ٹاؤن، میانوالی

Facebook Page: Mansha Library   Contact us 03126823023

فہرست مشمولات

انتساب

انسانیت کے نام

انصاف کے نام

صداقت کے نام

اہل فلسطین کے نام

گر قبول افتد زہے عز و شرف

بدیع مصباحی

پیش لفظ

باسمہ تعالیٰ

بابا گرو نانک سکھ ازم کے حوالے سے ایک بڑا نام ہے، جب ہم خرد سالی میں دستار باندھے، کرتا پاجامہ پہنے، ریش دار کسی سکھ سردار کو دیکھتے تو قلب میں یکلخت خیال لاحق ہوتا کہ ضرور اس قوم کو اسلام سے کوئی علاقہ ہے، مگر اس وقت نہ شعور، نہ بیدار مغزی اور نہ ایسی صلاحیت کہ انھیں درپردہ پہچانا جائے، جانا جائے، جوں جوں ایام پروان چڑھتے گئے، دائرۂ شعور بھی وسعت پاتا گیا، احباب و یاران سے طرح طرح کی باتیں ان کے بابت گوش گزار ہوئیں، مگر ارادۂ تحقیق اس وقت معرضِ تحریر میں آیا، جب محترم حامد میاں صابری کا پیش کردہ ایک آرٹیکل باصرہ نواز ہوا، جو مندرجہ ذیل پیش کیا جاتا ہے:

“Some hidden historical facts about Baba Guru Nanak Dev Ji (b. 1469- d.1539)

Hz Shah murad bukhari aka nolakh hazari (b. 1426-7 -> d. 1513 appx grave in shahkot near faisalabad, punjab Pakistan).Baba nolakh hazari was son of syed ilmuddin sani bukhari. Basically nolakh hazari bukhari was murshid of baba ji guru nanak dev . Silsila e tareeqat of baba nolakh hazari was madariya &

suhrawardiya. Shah meethan madari kanturi ra was murshid of baba nolakh hazari. Nolakh hazari also got suharwardi fez from shaikh abdul jaleel chauhar bandagi suhrawardi lahori (d.1504) . Baba ji guru nanak's father kaloo mehta ram vedi was deprived of male issue. Baba Kalu ram vedi along with his employer Roy Bulaar Bhatti(also a devotee of baba nolakh) went to baba nolakh hazari for dua for male child. Baba nolakh hazari bukhari not only prayed but also predicted about the spiritual worth of incoming child, "Guru Nanak Dev". The name of Guru nanak's midwife nurse (daaee) was dolat bibi (doltan). First persian/arabic teacher of guru was Syed Hassan.

Baba guru nanak was walee-u-Allah by birth and he joined (beayat tariqat as spiritual master) baba nolakh at an early age of 10-11 yrs. Baba nanak at the order of his mentor (nolakh), started travelling (world tour). Baba nanak's first travel was around 1498-99.

Baba Nanak's affection towards sadaat bukhari suhrawardi line reflects from the following fact; ie, When baba guru nanak alongwith sultan ahmad bukhari, performed a long chilla for several years near punjnad (a place near uch where 5 rivers meet), throughout that period, the langar/food was given to both of these fellows from the house of Syed Fazluddin ladla bukhari's descendant, Syed zeinulabidin bukhari, the sajjada of uch at that time.

Baba nanak also visited Tilla jogian near jhelum to meet the followers (kan-phate jogis) of baba bal-nath .Baba baal-naath jogi was converted into Islam after he was spiritually defeated by Jaan- e-man jannati (janam jatti) in around 1400 (in the reign of king Feroze Shah Bahmni). Baba Jaan- e-man jannati (janam jatti) was Nephew (bhaanja) of Hz Ghos-ul-azam gilani ra d.1166, and was mureed of Baba Badiuddin Zindah Shah Madaar makanpuri b.952--> d.1434. Baba guru nanak sb met these kan-phata jogies because of same spiritual Madariya line. (in punjabi it

means apne peer bhaian naal milay). Baba Nanak also performed Hajj, stayed about 4 yrs in Baghdad(remains of chillah gaah at baghdad still exists). Baba nanak also took part in the construction of Masjid e Murad(still exists in baghdad); actually baba nanak named this mosque after his spiritual mentor shah murad bukhari aka Nolakh hazari madari.

Rai Bulaar Bhatti & Nanaki (elder sister of baba nanak) were among the first follower/admirer or mureeds of baba nanak. The ancestors of of Rai Bulaar bhatti's family came & settled in this area talwandi (now nankana sahib), in khiljis expeditions at jaisalmeer. This line of yaduvanshi bhattis converted into islam after the arrival of baba nolakh in this area in 1454 ad appx. Rai Bulaar bhatti was so fan of Guru Dev that he equally divided his land (750+750 murabbas) between his son Rai Bhoe Bhatti and Guru Nanak ji. That big piece of land still holds with guru-dewara committee."

اس مضمون سے واضح ہوتا ہے کہ بابا گرو نانک شیخ نولکھ ہزاری سے سلسلہ مداریہ میں بیعت تھے اور ٹلہ جوگیان میں مداری فقرا سے ملے تھے، یہ بات میرے لیے حیران کن اور نا قابل ہضم تھی، اس بابت حامد میاں صاحب کو راقم باربار مہمیز کرتا رہا اور اپنے شک کو یقین میں بدلنے کی کوشش کی، میرے عدم یقین اور انکار کی خاص وجہ مضمون میں دلائل کی عدم موجودگی تھی، نتیجۃً راقم نے اس پر تلاش کرنا شروع کیا تو بڑی کامیابی ملی اور حوالے اثبات میں ملے،یہ سب دیکھ کر دل باغ باغ ہوگیا، ایک عزیز نے استفادے کی غرض سے اس دریافت کو منظر عام پر لانے کی خواہش کی، یہ مشورہ مفید نظر آیا،اور قسط وار شائع کرنے کا ارادہ بنا، قسط اول لکھ کر پی ڈی ایف کی شکل میں چند احباب کو بھیجی، ارباب فن و ادب نے اس نادر تحقیق کو خوب سراہا، اور بحمدہ تعالیٰ یہ قسط خانقاہ شریف کے سہ ماہی علمی مجلہ رہبر نور میں

شائع بھی ہوئی، جو اس کی مقبولیت پر صاف دال ہے۔

پھر میری تعلیم قلم و قرطاس کے دیگر جواہر پاروں کے ساتھ اس قسط وار مضمون کے لکھنے سے بھی مانع ہوئی، خیر، ایام علالت کے دوران جب گھر جانا ہوا، اسی دوران کل امر مرھون بوقتہ کے تحت اسے مکمل کیا، تاہم اسے شائع کرنے کا کوئی پلان یا منصوبہ نہ تھا، وہ تو بھلا ہو مفکر مداریت حضرت مولانا ابو نجفی سید ظفر مجیب صاحب قبلہ اطال اللہ عمرہ کا کہ اس رقعۂ فرسودہ کو دیکھ کر اس کی طباعت و اشاعت پر مصر ہوے اور یوں یہ طباعت سے آراستہ ہو کر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ آپ صدر سجادہ نشین حضرت علامہ و مولانا سید مجیب الباقی جعفری مداری صاحب قبلہ دام ظلہ کے نیک طینت فرزند ہیں۔

مجھے امید واثق ہے کہ اس تحقیق سے آپ ضرور شاداں ہوں گے، ممکن ہے کہ بعضے اس سے اختلاف رکھیں، انھیں اس کا حق حاصل ہے چوں کہ کوئی تحقیق حرف آخر نہیں ہوتی، باب تحقیق وا ہے، اخیر میں تبصرہ نگار حضرات بالخصوص صاحبزادہ علی رضا مجاور، مکرمی منشا بھائی مہتمم منشا لائبریری، وغیرہ کا بے حد ممنون و مشکور ہوں کہ اپنے قیمتی تاثرات سے کتاب کو تائید بخشی۔ نیز خانوادۂ ارغونیہ مداریہ اور مرکزی خانقاہ مداریہ فیصل آباد پاکستان کے ولی عہد پیر طریقت رہبر شریعت حضرت سید زمان الرحمٰن ارغونی مداری اطال اللہ عمرہ کو بھی ہدیۂ تشکر پیش ہے، جو اول تا آخر غیر معمولی طور پر ہر معاملے میں شریک و سہیم رہے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ خیرا کثیرا۔

ہاشم بدیعی مصباحی

۳۰ / اکتوبر ۲۰۲۳ء

نئی دہلی نزد دہلی گیٹ

تاثر گرامی

مفکر مداریت حضرت مولانا ابو نجفی سید ظفر مجیب جعفری مداری
ولیِ عہد خانقاہ عالیہ مداریہ مکن پور شریف

یہ حقیقت ہے کوئی افسانہ نہیں کہ سکھ مت کے بانی گرونانک ہندو خاندان کے ایک فرد کالو رام بیدی کے گھر موضع تلونڈی (ننکانہ) میں پیدا ہوئے۔ لیکن ان کی زندگی کے صبح و شام معالم و مراسم کفر کے خلاف گزرے۔ گرونانک کو تعلیم دلانے کا انتظام خود ان کے والد نے کیا اور انھیں ایک مسلمان معلم سید حسن کے ہاں بٹھایا۔ سید حسن کو "قطب الدین" اور "رکن الدین" کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔ سید حسن نے نانک کو ہونہار دیکھ کر ان کی تعلیم و تربیت میں کوئی کسر نہ چھوری۔

گرونانک صاحب کو جس پاٹھ شالہ میں تعلیم کے لیے بھیجا گیا انھوں ے وہاں سنسکرت کے ساتھ باقاعدہ فارسی زبان بھی سیکھی، جو اس زمانے میں سرکاری اور درباری زبان بھی تھی۔

چنانچہ بچپن ہی سے گرونانک اسلامی عقائس سے واقف ہو گئے، صوفیاے کرام کا کلام پڑھنے لگے اور اس کا پنجابی میں ترجمہ کرنے لگے۔

سرزمینِ ہند میں جن شخصیات نے عمل و کردار اور عقائد و نظریات کے انمٹ فانوس روشن کیے، ان میں گرونانک کی شخصیت ممتاز نظر آتی ہے، گرونانک فطرتاً

صوفی منش تھے اور ہر وقت گیان دھیان میں محو رہتے تھے۔ گرونانک کے شبدوں میں تمام اخلاقی برائیوں سے بچنے، نیک کاموں کے ساتھ سچ بولنے اور حلال کھانے کی تاکید کی گئی ہے۔

کئی سالوں سے ایک موضوع زیر بحث رہا اور وقت کی قلت نے موقع فراہم نہ کیا کہ کچھ تلاش وجستجو کریں، گرونانک اور سلسلہ مداریہ یہ بڑا خشک عنوان تھا، جس پر دل جمعی کے ساتھ صفحات سیاہ کرنا بڑا سخت مرحلہ ہے، لیکن عزیز سعید علامہ مولانا مفتی ہاشم علی بدیعی مصباحی سلمہ الباری نے ایک ایسے خوش کن موضوع پر بھی اپنی زریں تحقیق سے ثابت کر دیا کہ کوئی امر دشوار نہیں۔

گرونانک جی صاحب ایمان تھے یا ان کا ایمان غیر معروف تھا یہ موضوع بڑا دلچسپ ہے، علامہ موصوف نے اسے تین حصوں میں درجہ بند کر کے اپنی تحقیق کو قارئین کی صواب دید پر چھوڑا ہے، اس رسالۂ بے بہا کو پڑھنے کے بعد محسوس ہوتا ہے کہ محقق موصوف نے ریگستان میں انگوٹھی تلاش کرنے کا کام کیا ہے، لفظ لفظ پر قطب المدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نصرت و تائید دستگیری فرماتی رہی۔

عزیزم مولانا ہاشم بدیعی مصباحی سلمہ از دل ریزد بر دل خیزد کے تحت پورے خلوص کے ساتھ صوفی مشن کو زندہ کرنے میں منہمک ہیں اور بہت منفرد موضوعات پر رشحات قلم پیش کرتے رہتے ہیں، اللہ اس عزم و ہمت کو سلامت رکھے، مزید لازوال نعمتوں سے سرفراز فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

تبصرہ

مؤلف "بحر مراد" صاحبزادہ علی رضا شاہ مجاور
سجادہ نشین درگاہ سید مراد ابوالخیر نولکھ ہزاری قدس سرہ شاہ کوٹ ضلع ننکانہ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد از تسلیمات عرض گزار ہوں کہ دنیا ومافیہا میں ہر ذی روح اپنا کردار نبھانے کے لیے آیا ہے، ہر بشر اپنے بساط اور توفیقِ الہٰی سے وہ کردار نبھاتا ہے، کچھ کردار فنا ہو جاتے ہیں اور کچھ امر ہو کر اپنے نقوش چھوڑ دیتے ہیں

ہم نے اپنا تعین ایسے کرداروں میں کرنا ہے جن سے نیکی و خیر کا عنصر نمایاں ہوں نا کہ شر و باطل کا۔

آپ کے کتابچہ کا مسودہ بنام " گرونانک اور سلسلہ مداریہ " آپ کے کردارِ خیر کا مظہر ہے، میں پہروں آپ کی عملی محنت و لگن کی بابت سوچ و بچار میں مصروف رہا ہوں اور بالآخر ماسوائے آپ کی علمی ترقی واوج کے لبوں پر کچھ نہیں آسکا اور اسی دعا کو الفاظ میں پرو کر سپردِ قرطاس کر رہا ہوں۔

آپ کا یہ مجموعہ جہاں بالعموم دنیائے تصوف کے لیے نیا دریچہ کھولے گا وہیں بالخصوص آپ کی علمی وادبی استعداد کی بھی زینت بنے گا۔

ذیل کتابچے میں جہاں آپ نے ٹلہ جوگیاں اور بال ناتھ جوگیوں کا ذکر کیا ہے وہیں ایک بات کا اضافہ کرنا از حد ضروری ہے کہ گرونانک جن جوگیوں کے گرو کے پاس گئے وہ جوگی وہی ہیں جن کو سرکار نولکھ ہزاری نے اپنی کرامات کے بعد مسلمان کر کے تلہ جوگیاں روانہ کیا تھا جو کہ شاہکوٹ کی پہاڑیوں پر ڈیرہ جمائے تھا، مزید یہ کہ مشہور رومانوی کہانی ہیر رانجھا کے کردار رانجھے کی بابت بھی یہی کہا جاتا ہے کہ رانجھا بھی اسی جوگی کا چیلہ بنا تھا۔

آخر میں آپ کی اقبال مندی اور صحت یابی کے لیے دعا گو ہوں۔ والسلام مع الاکرام۔

گرو نامہ

محمد منشا خان
بانی و سربراہ: شاہِ بسطام تحقیقاتی ادارہ برائے تصوف، میانوالی، پنجاب، پاکستان

تاریخ میں ایسی بے شمار شخصیات کا ذکر ملتا ہے جنھوں نے مذہبی و مسلکی تخصیص سے بالا تر ہو کر انسانیت کی خدمات کے لیے اپنے آپ کو وقف کیا۔ انھوں نے حالات کی نزاکت کو جانچتے ہوئے نوعِ انسانی کے لیے آسانیاں تقسیم کرنے کی کوشش کی۔ انھیں میں ایک معروف شخصیت گرو نانک ہیں جنھوں نے انسانیت کا پرچار کیا۔ اس بات میں ذرا بھی شک نہیں کہ بابا گرو نانک مسلمانوں سے لگاؤ رکھتے تھے بلکہ مسلم صوفیا کرام کی تعلیمات سے حد درجہ متاثر تھے۔ ان کے کلام میں کہیں بھی مسلمان صوفیہ کرام کی نفی یوں نہیں کی گئی جس بنیاد پر انھیں غیر معمولی اعتراضات کی زد میں لایا جائے البتہ انھیں مسلمان و ہندؤ دونوں مذاہب میں پذیرائی حاصل ہوئی۔(وہ مسلمان تھے، سکھ تھے یا ہندو اس متنازعہ بحث کا سلسلہ آج بھی جاری ہے جس پر ہم بات کرنے سے گریز کریں گے) ۔ انھوں نے صوفیا کرام سے جس قدر ممکن تھا نسبت قائم کرنے اور ان سے فیوضات حاصل کرنے کی ضرورت کو محسوس کیا تو انھوں نے مختلف اسفار کیے۔

خالد پرویز ملک صاحب پنجاب کے عظیم صوفی شعرا کے ذیل میں حضرت بابا فریدالدین گنج شکر سے متعلق مضمون میں لکھتے ہیں:

”بابا گورو نانک نے صدیوں بعد جب بابا فرید کے تصورات، کلام اور کام سے آگاہی حاصل کی تو وہ ان کی ذات سے اتنے متاثر

ہوئے کہ پاک پتن شریف خود جاکر انہوں نے بابا جی کا کلام حاصل کیا اور اسے اپنے پیروکاروں کے لئے بطور میراث منتقل کیا، بابا جی کا کلام آج گرو گرنتھ صاحب کا حصہ ہے اور اس طرح بابا صاحب کا کلام روحانی حصہ بن چکا ہے، بابا فرید کا کلام چونکہ الٰہی مقاصد کے حصول کے لئے اور خدائی مشن کو آگے بڑھانے کا ذریعہ تھا لہٰذا اس گرو گرنتھ کا حصہ بن جانا تعجب نہیں ہے اس سے یہ اندازہ بھی لگتا ہے کہ گورو نانک کی طرف سے بھی بابا فرید کو کتنا بڑا نذرانۂ عقیدت پیش کیا جاتا ہے، وہ بھی انسان کو جھوٹے بندھنوں سے آزاد دیکھنا چاہتے ہیں۔"

ایک سکھ مصنف گوربچن سنگھ لکھتے ہیں:

گرو نانک کی تعلیمات کا نکتہ امتیاز یہ ہے کہ سارے مذاہب میں باہمی رواداری قائم ہو اور انہوں نے ہر مذہب میں اخلاقی اور روحانی بیج بونے کو بنیادی اصول قرار دیا۔ وہ تنگ نظری اور ظاہری رسومات کی پابندی کے سخت خلاف تھے اور ان لوگوں کی ہمیشہ سرزنش کرتے تھے جو آپسی جھگڑوں کو ہوا دیتے تھے۔ انہوں نے کھوکھلی پارسائی کی سخت مذمت کی۔ ہندوؤں اور مسلمانوں کے مابین رواداری اور غیر جانب داری کے رویے کے حامی تھے۔[1]

گرو نانک جب مکہ شریف میں تھے تو کہا جاتا ہے کہ مسلم صوفیا سے آپ کی بحث چھڑ گئی۔ انہوں نے آپ سے پوچھا کہ ہندو اور مسلمان میں آپ کسی کو برتر سمجھتے ہیں؟ گورو صاحب نے انہیں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ "خواہ وہ

---

[1] گورونانک، صفحہ ۱۲۲

ہندو ہو یا مسلمان جو نیکی کا کام نہیں کرے گا اس کا انجام برا ہی ہو گا۔"

ہمارے ہاں اکثریت جغرافیائی تقسیم دیکھ کر یہی مراد لیتی ہے کہ نانک میں اسلامی صوفی ازم اور ہندو مت دونوں کے عناصر شامل ہیں۔ کیوں کہ سکھ مذہب اسلام کے ساتھ خدا کی وحدت اور خودمختاری، وحی کی وحدت اور عالمی بھائی چارے کے تصورات کا اشتراک کرتا ہے اور ویسے بھی بہت سے واقعات سکھ تعلیمات میں کسی نہ کسی شکل میں ظاہر ہوئے ہیں جو یہی تعلیمات دیتے ہیں۔

گرو نانک کو جہاں عربی اور فارسی زبان سے واقفیت تھی وہیں اسلامی متون اور علمِ تصوف سے شناسائی بھی تھی۔ انہوں نے اپنے کلام میں مختلف صوفیاء کرام کے کلام اور اصطلاحات استعمال کیا جیسے بہت سے صوفی شعراء نے تصورات کی وضاحت کے لیے فارسی کے بجائے ہندی اصطلاحات استعمال کرنے کو ترجیح دی۔

ہمارے پیارے دوست محمد ہاشم علی بدیعی مصباحی صاحب نے اس حوالے سے ایک خوبصورت اور مدلل رسالہ لکھا ہے، جو انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ یقیناً یہ رسالہ تاریخی مقامات کی ایک نئی صورت میں نشاندہی کرے گا اور بابا گرو نانک کی سلسلۂ مداریہ سے نسبت سے متعلق چشم کُشا حقائق کو واضح کرے گا۔ تاریخی کتب میں بے شمار مقامات پر گرو نانک کی چھ چشتی صوفیہ سے ملاقات ثابت ہے اور ان ملاقات کو سکھ مت کے پیروکار بھی تسلیم کرتے ہیں لیکن اس سے قبل سلسلہ مداریہ سے ربط کا تذکرہ کہیں نہ پڑھا اور سنا۔ اس رسالہ میں ہاشم مصباحی صاحب نے بابا گرو نانک کی ایک اور سلسلۂ تصوف یعنی(سلسلۂ مداریہ) میں ربط کو ثابت کیا ہے۔ میرے خیال میں اس موضوع پر یہ پہلا تحقیقی رسالہ ہو گا۔ خدا تعالیٰ آپ کو مزید توفیقات بخشے آمین۔

تبصرہ

پیرزادہ حضرت مولانا سید وقار عالم صاحب قبلہ زیدت معالیہم وارث وجانشین حضرت سید نثار عالم میاں مرادآبادی علیہ الرحمہ

الحمد للہ آج بڑی مسرت و شادمانی کی گھڑی ہے کہ حضرت العلام حضرت علامہ و مولانا مفتی محمد ہاشم علی بدیعی مصباحی کی بہترین تصنیف گرو نانک اور سلسلہ مداریہ نگاہوں سے گذری، اس کتاب میں دلائل قاہرہ کے ساتھ سلسلہ مداریہ کی حقانیت کا ذکر کیا ہے، نیز بابا گرو نانک کے اتصال و ارتباط پر جامع روشنی ڈالی گئی ہے،جو قابل تعریف اور لائق تحسین ہے۔

مفتی ہاشم علی بدیعی مصباحی حفظہ الباری جو بارگاہ سیدنا قطب المدار مدار العالمین رضی اللہ عنہ کے منتخب فرمودہ ہیں، اپنی تحقیق و تالیف کے ذریعہ سلسلہ مداریہ کی بے لوث خدمات سر انجام دے رہے ہیں، اللہ تعالیٰ موصوف کو اجر عظیم عطا فرمائے۔

یہ ایک عظیم شاہکار ہے، جسے نہایت لگن اور خلوص و محبت کے ساتھ مرتب کیا گیا،ان شاء اللہ تعالیٰ اہل علم کے لیے خوش آئند سوغات ہوگی۔

اللہ پاک کی بارگاہ میں میری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مفتی صاحب کی کاوشوں کو اپنی بارگاہ میں مقبول فرمائےاور دارین کی سعادتوں سے نوازے۔ آمین۔

بابا گرو نانک اور سلسلۂ مداریہ
ایک چشم کشا تحریر

✍ محمد ہاشم بدیعی مصباحی مرادآبادی

پھر اٹھی آخر صدا توحید کی پنجاب سے
ہند کو اک مرد کامل نے جگایا خواب سے
(اقبال)

آج سے پانچ چھ سال قبل جب فقیر گوبندہ پور بریلی میں زیر تعلیم تھا، تو میرے ایک عزیز علم دوست نے سکھ ازم کے گرو اور بانی کی حیثیت سے متعارف بابا نانک کے بابت ایک ایسی حقیقت واشگاف کی، جو میرے علم میں اضافہ کا معیار رکھتی تھی، وہ یہ کہ بابا نانک مسلمان تھے اور وقت آخر میں ان کی تدفین کے وقت دو گروہ کا اختلاف کیوں ہوا، یہ سن کر ایک تحقیقی امنگ بیدار ہوئی، اور تعلیمی سرگرمیاں اس کے اتمام و تکمیل میں حاجز بنیں، ابھی ماضی قریب میں ایک صوفی بزرگ حضرت ابو الخیر نو لکھ ہزاری قدس سرہ کی وائیو گرافی کے مطالعے کے دوران بابا گرو نانک کا ذکر چشم دید ہوا، اور ذکر بھی اس قدر خوب کہ جامۂ تحریر سے تشنہ نہ رہ سکا، اور اس طرح سابق خواب شرمندۂ تعبیر بنا۔ و ما توفیقی الا باللہ.

آیئے اولاً بابا گرو نانک کے اجمالی حالات و کوائف ملاحظہ کرلیں۔

ولادت :

گرو نانک ۱۵/اپریل ۱۴۶۹ء کو پنجاب کے ایک موضع تلونڈی (موجودہ ننکانہ

صاحب) ضلع شیخوپورہ میں پیدا ہوئے، البتہ جنم ساکھی کی روایت کے مطابق سکھ برادر آپ کا جشن مولد ۲۷/ نومبر کو مناتے ہیں۔ مستند مآخذ و روایات کے مطابق ایک سید زادے نے آپ کی ولادت و اسم کی پیشین گوئی فرمائی، جسے آپ آگے تفصیل سے پڑھیں گے۔

تعارف :

آپ سکھ ازم کے بانی اور اساس ہیں، سکھ آپ کو اپنا روحانی پیشوا مانتے ہیں، آپ پنجابی زبان کے علاوہ عربی، فارسی، اردو اور سنسکرت و ہندی پر بھی اچھی گرفت رکھتے تھے، سکھ روایات کے مطابق بابا جی خداے واحد کے مقبول بندے تھے، پیغمبر یا کوئی اوتار نہیں تھے، اور آپ کی پیدائش کے وقت حیرت انگیز عجائب کا صدور ہوا۔

اس میں کوئی خفا نہیں کہ گرو نانک کے والد کالو صاحب ہندو تھے اور صوفی روایات سے بہت متاثر تھے، یہی وجہ تھی کہ آپ نے ایک مداری صوفی سے دعا کی درخواست کی۔

تعلیم و تربیت :

آپ کی تعلیم کے بابت گیان کرتار سنگھ رقم طراز ہیں:

”جب گرو نانک دیو جی سات سال کے ہوئے تو ان کو پنڈت گوپال کے پاس ہندی پڑھانے کے لیے بٹھایا گیا، پھر پنڈت برج لال کے پاس سنسکرت اور مولوی قطب الدین کے پاس فارسی پڑھنے بٹھایا گیا۔ گرو جی نے اس زمانہ کی مروجہ تعلیم کو نہایت دھیان سے پڑھا“[۱]

تعلیمات :

نانک جی کی تعلیمات امن و شانتی اور توحید پر نربھر تھیں، مذاہب مخالفت پر

۱؎ بابا گرو نانک اور ان کی مقدس تعلیمات: ص:۳،۴، ناشر سردار دلیپ سنگھ سرینگر

خاصا زور ڈالا گیا ہے، متفقہ روایت سے ثابت ہے کہ ایک دن آپ سلطان پور کی ندی وائین میں نہانے اترے اور تین روز غائب رہے، لوگوں نے طرح طرح کی چہ میگوئیاں کیں، تین دن بعد شہر کے قبرستان میں بیٹھے نظر آئے، اور ایک حیران کن نعرہ زبان زد تھا، کہتے تھے کہ نہ کوئی ہندو، نہ کوئی مسلمان۔

علاوہ ازیں آپ کی تعلیمات میں تین باتیں کافی مشہور ہیں:

۱- کرت کرو

یعنی محنت، مزدوری، کاشتکاری، کاروبار، بیوپار اور ملازمت کر کے کسب حلال کرو۔

۲- ونڈ چھکو

یعنی حق و حلال کی کمائی بانٹ کر کھاؤ، سماج کے غریب، نادار، بیمار و لاچار اور نحیف و ناتواں مظلوموں کی بلا امتیاز مذہب و ملت مدد کرو۔

۳- نام جپو

یعنی اپنے پیدا کرنے والے خالق کا نام جپا کرو، یاد الٰہی میں ہمیشہ مصروف رہا کرو، ایک مالک خالق ہی قابل پرستش ہے۔

متذکرہ بالا باتوں کو سکھ ازم کی عام کتب میں نقل کیا گیا ہے۔

ازدواج و نسل :

۲۷ر ستمبر ۱۴۸۴ء کو نانک جی ماتا سلکھی دختر مل چند سے سے رشتۂ عروس میں منسلک ہوئے، جن سے دو فرزند شری چند اور لکھمی چند یا لکچھمن پیدا ہوئے، کہا جاتا ہے کہ ایک فرزند سے اداسی فرقے کی داغ بیل پڑی۔

وفات :

۲۲ر ستمبر ۱۵۳۹ء کو کرتار پور میں آپ کا انتقال ہوا، آخری رسم و رواج کے متعلق دو گروہ باہمی متصادم ہوئے، اسی دوران نعش روپوش ہوگئی، اتفاقی قول کی

نسبت بی بی سی رپورٹر عمر دراز ننگیانہ لکھتی ہیں:

''سکھ مذہب کے بانی گرونانک دیو کا سنہ ۱۵۳۹ء میں جب انتقال ہوا تو روایت ہے کہ مقامی مسلمان، سکھ اور ہندو آبادی میں ان کی آخری رسومات کے حوالے سے تفرقہ پڑ گیا، دونوں اپنی اپنی مذہبی روایات کے مطابق ان کی میت دفنانا اور آڑھتی کو جلانا چاہتے تھے، آگے کیا ہوا، اس پر آرا مختلف ہیں، مگر اس بات پر اتفاق ہے کہ بابا گرونانک کی میت چادر کے نیچے سے غائب ہو گئی اور اس کی جگہ مقامی افراد کی محض پھول پڑے ملے''[۱]

اس کی تائید تیرہویں صدی کے اوائل میں تالیف کردہ تاریخ حسن سے بھی ہوتی ہے:

''بہ عمر ہفتاد و یک سال مموت ۱۵۹۶ء بکرمی ازیں دنیا نقل نمود، مسلمانان خواستند کہ اورا دفن کنند و ہندوان عزم کردند کہ او را بسوزانند تا کہ فریقین را باہمدیگر بہ قتال و جدال نوبت رسید، دراں حالت دیدند کہ از تابوت لاشۂ بابا غائب شدہ بود و ہر کس را تحسر افزود وعاقبت بالا پوش جنازہ دو حصہ کردہ، یک حصہ مسلمانان در گور دفن کردند، حصہ دوم ہندوان در آتش بسوزانیدند و بعد چندے دریاے را وی طوفان کردہ ہر دو طغیانی شدند''[۲]

ترجمہ: ۷۱ر سال کی عمر میں ۱۵۹۶ء بکرمی کو دنیاے فانی سے انتقال کر گئے، مسلمانوں نے چاہا کہ انھیں دفن کریں، ہندووں کا ارادہ تھا کہ سپرد آگ کریں، حتی کہ دونوں فریقوں کو قتل وجدال کی نسبت پہنچی،

---

[۱] BBC news,10 September 2018

[۲] تاریخ حسن کشمیر، جلد اول، ص: ۴۴۶-۴۷، مؤلفہ پیر غلام حسن کھویہامی

اسی حال میں کیا دیکھتے ہیں کہ بابا نانک صاحب کہ لاش تابوت سے غائب ہوگئی، یہ دیکھ کر ہر کوئی آہ حسرت میں پڑ گیا، اخر کار ان کی تابوت کی چادر کے دو حصے کیے گئے، ایک حصہ مسلمانوں نے زمین میں دفنایا، اور دوسرا حصہ ہندوؤں نے آگ میں جلایا، کچھ مدت بعد دریائے راوی میں طغیانی آئی اور دونوں جگھیں سیلاب کی لپیٹ میں آ کر نابود ہو گئیں۔

گرونانک اور اسلام :

آپ کی تعلیمات و معمولات بڑے پیمانے پر اسلام سے متاثر نظر آتی ہیں، بایں ہمہ اس بابت تین گروہ درجہ بند ہیں:

۱- ایک گروہ آپ کے اسلام کا قائل ہے، اس میں ملک جوار کے اسکالرز سر فہرست ہیں، وہ آپ کی شخصیت پر انگنت کتابیں لکھ چکے ہیں، ایک کتاب بنام بابا گرونانک ایک خدا مست بزرگ اسی کا ایک حسین باب ہے، جسے پنجاب یونی ورسٹی لاہور سے شائع کیا گیا ہے، علاوہ ازیں اس میں بلا تفریق مذہب وملت صوفی طبائع رکھنے والے حضرات بھی شامل ہیں۔

۲- ایک گروہ آپ کے عدم ایمان کا قائل ہے، اس میں بیشتر ہندو اور سکھ برادران بالخصوص، اور بعضے اسلامی اسکالرز بالعموم شامل ہیں۔

۳- ایک گروہ سکوت و توقف کرتا ہے، جو تعداد میں بہت کم ہیں۔

بابا گرونانک کا تعارفی خاکہ مطالعہ کرنے کے بعد اب اصل موضوع زیر تحریر لایا جاتا ہے، جس کا اصل مقصد بابا گرونانک کی تصوف جاذبیت اور سلسلہ مداریہ سے انسلاک ونسبت ظاہر کرنا ہے۔

گرونانک اور صوفیہ :

تصوف آشنا اور ہر زیرک فرد بخوبی جانتا ہے کہ ہند میں دور تصوف بھانت بھانت

کی بت پرستیوں اور کفر سازیوں سے لبریز دور تھا، جس میں واحد حقیقی کا کوئی تصور اس وقت موجود نہیں تھا، ایسے پر خطر خطے میں علماے شریعت کی ضرورت نہیں تھی، ابن حجر، ذہبی، عینی وغیرہ اس عہد میں موجود تھے، مگر حضرت ایزدی نے انھیں بھی ہند کے لیے منتخب نہیں فرمایا، وقت کا تقاضا تھا کہ ایسے افراد کو ہدف نشاں بنا کر بھیجا جائے، جو انھی میں رہ کر فروغ اسلام میں فلاح و بہبود حاصل کر سکیں، تاجدار حلب سیاح عالم حضرت سید احمد بدیع الدین قطب المدار مکن پوری افاض اللہ علینا من فیوضہ و برکاتہ ان مہتم بالشان اور اولو العزم ہستیوں میں سے ہیں، جنھیں ایسے ماحول کی سازگاری کے لیے منتخب کیا گیا، اور آپ نے طویل زندگی گزار کر اپنے مابعد کو ایک کرداری پلیٹ فارم سینچ کر دیا۔

صوفیہ اپنے بیشتر اوقات غیر مسلم جہلا میں صرف کرتے تھے، اس پر حضرت شاہ مجا قلندر لاہر پوری قدس سرہ [۱۰۲۱ھ / ۱۰۸۴ھ] حضرت قطب المدار کو مثالی نمونہ بنا کر پیش کرتے ہیں:

> "در بیان اکساب جوگیان کہ جوگیان کاسب بطریق مذکور اند یعنی طریقے کہ دراں رسالہ مبین شدہ است، بعضے صوفیہ ہم در طریق مذکور خود را محو کردہ آمد چنانچہ قطب المدار غوث الدہر حضرت شاہ مدار قدس سرہ اینجا است"
>
> ترجمہ: جوگیوں کے کسب واستفادہ کے بیان میں کہ جوگی طریق مذکور پر کسب کرتے ہیں، جسے اس رسالے میں واضح کر دیا گیا ہے، بعضے صوفیہ طریق مذکور میں خود کو محو کرتے ہوئے آئے اور جوگیوں کے کسب پر بہت زور دیا جیسا کہ قطب المدار غوث الدہر حضرت شاہ مدار قدس سرہ اس پر تھے۔[1]

---

[1] انیس العاشقین، (قلمی) مخطوطہ ابو الکلام آزاد ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ٹونک راجستھان، سنہ کتابت ۱۲۹۱ھ

اسی طرح بارہویں صدی کی کتاب مناقب اولیا میں ہے:

"بصحبت فقرا و جوگیان افتاد"[1]

صوفیہ کے تذکرہ جات میں ورق گردانی سے ایسے واقعات بھی باصرہ نواز ہوتے ہیں کہ انھوں نے بت کدوں میں بیٹھ کر اپنی مذہبی ساخت بدل کے اسلام کی تبلیغ فرمائی، مثلاً ابن بطوطہ [۷۰۳ھ / ۷۸۹ھ] کا یہ اقتباس ملاحظہ کریں:

"جزیرہ سنداپور سے چل کر ہم ایک چھوٹے سے جزیرے میں پہنچے، جو خشکی کے بالکل قریب تھا، وہاں گرجاگھر، باغ اور پانی کا ایک حوض تھا، یہاں ایک جوگی سے ملا وہ بت خانے کی دیوار سے تکیہ لگائے دو بتوں کے درمیان بیٹھا تھا، ریاضت اور مجاہدہ کے آثار چہرے سے عیاں تھے، ہم نے اس سے باتیں کیں تو جواب نہ دیا، ہم نے دیکھا کہ اس کے پاس کچھ کھانے کو ہے یا نہیں، تو کچھ نظر نہیں آیا، اسی وقت اس نے ایک چیخ ماری تو فوراً ایک ناریل درخت سے ٹوٹ کر آپڑا، وہ ناریل اس نے ہمیں دیا، ہمیں بہت تعجب ہوا، ہم نے دینار اور درہم دیے، اس نے نہ لیے پھر ہم نے اسے کھانے کی چیزیں دیں، وہ بھی نہ لیں، اس کے سامنے ایک چغہ اونٹ کی اون کا پڑا ہوا تھا، میں نے اٹھا کر دیکھا تو اس نے مجھے دے دیا، میرے ہاتھ میں زیلعہ کی بنی ہوئی ایک تسبیح تھی، اس نے اس کے دانے الٹ پلٹ کر دیکھے، میں نے اسے دے دی، اس نے ہاتھ میں لے کر سونگھا اور رکھ لیا، پھر آسمان کی طرف اشارہ کیا پھر قبلہ کی طرف اشارہ کیا، میرے ہمراہی کچھ نہ سمجھے کہ کیا کہتا ہے، میں سمجھ گیا کہ وہ مسلمان ہے، اسلام کو مخفی کیا ہوا ہے، جب ہم اس سے رخصت ہوئے تو میں نے اس کے ہاتھ کو بوسہ دیا وہ

[1] مناقب اولیا (قلمی) مخطوطہ رضا لائبریری رام پور ۱۱۴۵ھ

مسکرایا اور ہمیں اشارہ کیا چلے جاؤ، ہم چل پڑے، میں سب سے پیچھے تھا، اس نے میرا کپڑا کھینچا، میں نے منھ موڑ کر دیکھا تو اس نے مجھے دس دینار دیے، جب ہم باہر آ گئے تو میرے ہمراہیوں نے مجھ سے کہا کہ تیرا کپڑا پکڑ کر جوگی نے کیوں کھینچا تھا؟ میں نے کہا اس نے مجھے دس دینار دیے ہیں یہ تین دینار تو میں نے ظہیر الدین کو دیے اور تین سنبل کو اور بتایا کمبخت یہ تو مسلمان ہے کیوں کہ جب اس نے آسمان کی طرف انگلی کی تھی تو اس کی مراد تھی کہ میں خدا تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہوں اور جب قبلہ کی طرف اشارہ کیا تھا تو مراد تھی کہ پیغمبر پر ایمان ہے، اس کا تسبیح کے لینا اس خیال کی تصدیق کرتا ہے، یہ سن کر وہ دونوں واپس گئے مگر جوگی ندارد"[۱]

علاوہ ازیں صوفیہ کے ملفوظات و مکتوبات اور ان کے حیات نامے اس طرح کے واقعات سے بھرے ہوئے ہیں، ابن بطوطہ نے بھی کئی مقامات پر صوفی کو جوگی سے تعبیر کیا ہے۔

سطور بالا سے یہ سمجھانا مقصود ہے کہ بابا گرونانک اسی صوفی روش کے پروردہ تھے، اور سابق صوفیا کے مانند یکجہتی کو ترجیح دیتے تھے، فقیر اور جوگیوں کی صحبت عزیز رکھتے تھے، اہل تصوف سے خوب لگاؤ تھا، یہ ایسی حقیقت ہے جو آپ کی حیات کے مختلف گوشوں کے لیے مابہ الامتیاز ہے اور آپ کی اسلامی زندگی پر خوب روشنی ڈالتی ہے کہ کیوں کر آپ کی ذات دو گروہ کے مابین محبوب رہی اور آپ کا اصل مذہب کیا تھا، چناں چہ ڈاکٹر تاراچند بابا نانک کی صوفیہ سے قربت پر روشنی ڈالتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"نانک در سی سالگی خانہ و خدمت خود را ترک کرد و در سلک فقیران و اہل طلب در آمد و بہمرائی مردانہ و بھائی بالا سفر خود را آغاز کرد"[۲]

۱؎ سفر نامہ ابن بطوطہ عجائب، حصہ دوم، ص:۱۸۳، بترجمہ و تشریح: رئیس احمد جعفری، ناشر نفیس اکیڈمی ۱۹۸۶ء

۲؎ نفوذ اسلام در ہند، ص:۱۶۷

ترجمہ: نانک تیس سال کی عمر میں گھر اور اپنا روزگار چھوڑ کر فقیر اور اہل طلب حضرات سے منسلک ہو گئے، پھر مردانہ اور بھائی بالا کی ہمراہی میں اپنے سفر کا آغاز کیا۔

دبستاں نویس محسن فانی جو ان کے قریب العہد ہیں، خود ان کی تصوف جاذبیت پر نظر ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

"نانک پنتھیا کہ معروف بگرو سکھانند بہ بت وبتخانہ اعتقاد ندارند، نانک از بیدیان ست و بیدی طائفہ اند از کھتریان در عہد حضرت فردوس مکانی ظہیر الدین بابر بادشاہ انار اللہ برہانہ اشتہار یافت و پیش از تسلط فردوس مکانی بر افاغنہ مودی دولتخانہ لودی بود، و مودی آنست کہ غلات بدست او باشد، درویشے بدو رسید، دل او را تصرف کرد و لاجرم نانک بدکان اور فتہ از غلات خود دولتخانہ آنچہ در دکان و در خانہ داشت ہمہ را بتاراج داد و دست از تعلق زن و فرزند بر افشاند الخ..."[1]

ترجمہ: نانک پنتھی جو سکھوں کے گرو سے مشہور ہیں، بت اور بت خانوں پر اعتقاد نہیں رکھتے، نانک بیدی ہیں، جو کھتریوں کی ایک قوم ہے، حضرت فردوس مکانی ظہیر الدین بابر بادشاہ انار اللہ برہانہ کے زمانے میں شہرت پائی، وہ بابر بادشاہ کے تسلط سے قبل دولت خانہ لودی کے مودی تھے، مودی وہ ہوتا ہے جس کے ہاتھ میں غلے کا کام ہو، نانک کو ایک درویش ملا، جس کی تاثیر سے نانک نے دکان پر جا کر اپنا تمام غلہ جو دولت خانہ، گھر اور دکان میں موجود تھا لٹا دیا، اور زن و فرزند سے کنارہ کش ہو گئے۔

علاوہ ازیں خود آپ کی تصنیفات اور قلمی تحریرات خود اس پر شاہد ہیں کہ آپ در

---

[1] دبستان مذاہب، ص: ۲۲۳، تعلیم دوم در عقائد مختلفہ اہل ہند، مطبع منشی نول کشور لکھنؤ ۱۸۸۱ء

اصل اسلامی رنگ میں نہادہ تھے، البتہ وقت کے تقاضے کے پابند تھے، اس موضوع پر مزید بحث و کلام ترک کرتے ہوئے اب اصل موضوع کی طرف آتے ہیں، اس سے قبل دو صوفی بزرگوں کا مختصر تذکرہ ذیل میں تسطیر کیا جاتا ہے۔

حضرت ابوالحسن عرف مٹھے مدار کنتوری قدس سرہ :

آپ خالص مداری الطریقہ بزرگ ہیں، حضرت قاضی محمود کنتوری کے بلند پایہ فرزند اور خلیفہ ارجمند ہیں، حضرت قاضی محمود کنتوری حضرت سید احمد بدیع الدین قطب المدار قدس سرہ کے مشہور خلفا میں سے ہیں، ان کا ذکر لطائف اشرفی و دیگر کتب میں مسطور و مذکور ہے، تفصیلی احوال فقیر کی کتاب مصحف الانوار جلد دوم میں لکھے جائیں گے، حضرت مٹھے مدار صاحب کرامات اور محوط خلائق بزرگ تھے، ان کے قریب العصر لعل بدخشی متولد ۹۶۸ھ ثمرات القدس میں ان کے احوال نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”وے را ریاضات و مجاہدات عظیمہ بودہ چنانکہ در طاقے از عمارت افتادہ چہل سال بسر بردہ غیر از اوقات خمسہ از آنجا بیروں نمی آمد تا برفتہ از دنیا، می آرند کہ یکے از مریدان وی از برائے روزگار دنیوی بہ رخصت بہ جائے رفت در آنجا ازوی امرے کہ باعث کشتن وی گردیدہ، سر برزد در دیوارے ویرا برچیدند۔ اہل و عیال وے بعد از ہفت ماہ شنیدند کہ وے را چنین حادثہ ای روی نمودہ، پیش وے برفتند و قصہ وی باز گفتند۔ فرمود کہ وی بہ صحت و سلامت در آنجاست، شما بروید و وی را بیارید، آنہا گفتند: مدت ہفت ماہ باشد کہ وی را در دیواری برچیدہ اند از کجا وی را بپوییم؟ فرمود شمارا بہ ایں چہ کار، من با شما می گویم کہ وی بہ صحت و عافیت در آنجاست۔ آں جماعت از غایت اعتقاد بہ

آں جا رفتند و آں دیوار را بر کندند وی را چنانکہ بود یافتند از وی پرسیدند کہ احوال تو در ایں چنیں جای چگونہ بود؟ گفت شخصے نورانی ہر شام و بامداد نزد من آمدی و مرا قوت لایموت دادی و برفتی، پس وی با آں جماعت از آنجا آمد و سر در قدم شیخ بنہاد و تا وقت مرگ از خدمت وی جدای نخواست"

ترجمہ: حضرت میاں میٹھے مدار قدس اللہ روحہ عظیم ریاضات و مجاہدات والے بزرگ تھے، چناں چہ عمارت (مسجد) کے ایک گوشے میں چالیس سال بسر کیے، سوائے نماز پنجگانہ کے وہاں سے باہر نہیں نکلے، یہاں تک کہ دنیا سے رخصت ہو گئے، منقول ہے کہ ان کا ایک مرید دنیوی روزگار کے لیے کسی جگہ گیا، وہاں اس کی طرف سے کوئی ایسا امر صادر ہوا جو موجب قتل تھا، پس اس کا سر ایک دیوار میں چنوا دیا گیا، اس کے اہل و عیال نے سات ماہ بعد سنا کہ اس کے ساتھ یہ حادثہ واقع ہوا ہے، وہ حضرت میٹھے مدار کے پاس گئے اور پورا واقعہ بتایا، حضرت نے فرمایا کہ وہ وہاں صحیح و سلامت ہے، تم جاؤ اور اسے لے آؤ، انھوں نے عرض کیا کہ اسے دیوار میں چنے ہوئے سات ماہ ہو گئے ہیں، ہم کہاں اسے پا سکیں گے، حضرت نے فرمایا، تمھیں اس سے کیا غرض؛ میں تم سے کہتا ہوں کہ وہ وہاں صحت و عافیت میں ہے، وہ لوگ عقیدت کے ساتھ میں وہاں گئے اور اس دیوار کو کھریدنے لگے، انھوں نے اسے جیسا تھا ویسا پایا، اس سے انھوں نے پوچھا کہ تیری حالت یہاں کیسی تھی، اس نے بتایا کہ ایک نورانی بزرگ ہر شام میری مدد کے لیے قریب آتے اور مجھے زندگی کی خوراک دے کر چلے جاتے، پس وہ ان لوگوں کے ساتھ وہاں سے چلا اور حضرت شیخ میٹھے

مدار قدس سرہ کے قدم پہ اپنا سر رکھ دیا اور اور اخیر وقت تک ان کی خدمت سے جدا نہ ہوا۔[1]

آپ حضرت قطب المدار قدس سرہ کی دعا سے متولد ہوئے، اور بارگاہ مدار سے آپ کو روحانی فرزند ہونے کا اعزاز ملا، آپ کی ولادت کے تفصیلی احوال بحر زخار اور ثمرات القدس میں مذکور ہیں، حضرت بدخشی نے آپ کے ولادت کے احوال میں یہ بھی درج کیا ہے کہ حضرت قطب المدار نے قاضی محمود کو اپنا خرقہ، دستار اور برقع بطور امانت عطا فرمائے، اور حضرت مٹھے مدار کی تعلیم و تربیت کے بعد انھیں عطا کرنے کی وصیت کی، بحر زخار میں بھی اس کی قدرے وضاحت ہے، البتہ صاحب ثمرات القدس کے مطابق آپ حضرت مٹھے مدار کی ولادت سے قبل وصال فرما گئے تھے، جب کہ بحر زخار سے معلوم پڑتا ہے کہ آپ ان کی ولادت کے وقت باحیات تھے، بہر صورت اگر خرقے والی روایت مبنی بر صواب ہے تو یہ کہنا درست ہو گا کہ حضرت مٹھے مدار حضرت قطب المدار کے بھی خلیفہ ہیں، لہذا ثمرات القدس اور بحر زخار میں آپ کو خلیفۂ مدار اعظم قدس سرہ تحریر کیا گیا۔ مگر اس میں کوئی شش و پنج نہیں کہ حضرت مٹھے مدار اپنے والد گرامی قاضی محمود کنتوری کے بلاواسطہ خلیفہ اور فیض یافتہ تھے، اور آپ اسی سند کو ترجیح دیتے تھے، جیسا کہ خود حضرت مٹھے مدار کے خلیفہ حضرت قطب عالم عبد الجلیل چوہڑ بندگی لاہوری متوفی ۹۱۰ھ فرماتے ہیں:

"قطب العالم فرمودند کہ پوشیدم خرقۂ صوفیہ سلسلہ مداریہ از حضرت شیخ مٹھہ مدار و ایشاں از پیر خود شیخ محمود سر برہنہ پوشیدند و از حضرت سلطان الاولیا بدیع البیان بدیع الدین شاہ مدار و ایشاں از ا لخ..."[2]

ترجمہ: قطب عالم شیخ عبد الجلیل نے فرمایا کہ میں نے خرقۂ صوفیہ سلسلہ

---

[1] ثمرات القدس من شجرات الانس، ص:۲۸، مخطوطہ رضا لائبریری رام پور ۱۰۰۹ھ

[2] تذکرۂ قطبیہ، ص:۱۰۵، مصنف: خلیفۂ قطب عالم شیخ عبد الجلیل علیہ الرحمہ، ناشر نامی متولی، سال تصنیف:۹۴۶ھ

مداریہ حضرت شیخ مٹھے مدار سے پہنا، انھوں نے اپنے پیر شیخ محمود سر برہنہ سے، اور انھوں نے حضرت سلطان الاولیا بدیع البیان بدیع الدین شاہ مدار سے پہنا الخ...

حضرت مٹھے مدار قدس سرہ نے دس جمادی الاول ۹۴۲ھ میں وصال فرمایا، اور کنتور میں سپرد خاک کیے گئے، ظہیر الابرار میں ظہیر سہسوانی لکھتے ہیں:

"وفات حضرت ممدوح کی تاریخ دہم جمادی الاول ۹۴۲ ہجری میں ہوئی، مزار آپ کا کنتور شریف میں ہے، قطعۂ تاریخ وفات ؎

شاہ مٹھی مدار قبلۂ دیں عزم فرمود چوں بخلد بریں
سال نقلش شد از سر الہام رفت باوے دین بہ علیین"[1]

حضرت سید ابوالخیر نولکھ ہزاری

اصل نام سید علی مراد ہے، یادر گار سہر وردیہ کے مطابق آپ نے اپنی زندگی میں نو لاکھ ایک ہزار بار قرآن مجید ختم کیا، اسی لیے نولکھ ہزاری مشہور ہوئے،[2] مگر حقیقت یہ ہے کہ حضرت شیخ ابوالحسن مٹھن مداری کنتوری قدس سرہ نے نولاکھ ایک ہزار مرتبہ اسم اعظم کی تلقین پر آپ کو یہ خطاب عطا کیا، جیسا کہ خود آپ کی خانقاہ کے سجادہ نشین صاحب زادہ علی رضا مجاور لکھتے ہیں:

"قصۂ مختصر کہ آپ نے دریاے نیلم کے کنارے آب رواں میں کھڑے ہو کر ثابت قدمی اور استقلال سے قرآن پاک (اسم اعظم) کی مطلوبہ مقدار نولکھ ہزار مرتبہ تلاوت کی، وظیفہ ختم ہونے پر دریا کی پنہائیوں سے نکل کر زمین کی وسعتوں پر جلوہ افروز ہوئے، مشائخ عظام خصوصا حضرت سید حسین شرف الدین سید مٹھن شاہ قبلہ

---

[1] ظہیر الابرار، ص:۱۳۴، باب سیز دہم، مطبع منشی نول کشور لکھنؤ ۱۹۰۰ء

[2] یادگار سہر وردیہ، ص:۶۷۶، مطبوعہ لاہور

مداری کو جب روحانی تصرف کے ذریعہ اس مجاہدۂ عظیم کا علم ہوا تو آپ نہایت شدت سے انتظار فرمانے لگے، جب آپ مراجعت فرماکر واپس تشریف لائے، تو تمام اقطاب عالم و اولیائے عظام اور حضرت سخی مٹھن شاہ قبلہ نے آپ کو اس مجاہدۂ عظیم پر بے حد سراہااور تحسین سے استقبال کیا، تمام عالم کے سامنے آپ کو نولکھ ہزاری کے خطاب مستطاب سے نوازا گیا"[1]

ایسا ہی قاضی قدیر الدین نے اپنی کتاب تصوف کی اصل حقیقت میں لکھا ہے۔

اور حضرت شیخ مٹھے مدار قدس سرہ نے ہی آپ کو ساندل بار بھیجا اور اسے آپ کا مقام متعین کیا، جسے سہر وردی تذکرہ نگار حضرت شیخ عبد الجلیل مداری سہر وردی قدس سرہ کی طرف منسوب کرتے ہیں، جب کہ یہ سراسر غلط ہے، اس سلسلے میں صاحب سجادہ علی رضا مجاور کی تحریر ہی قول فیصل رکھتی ہے، چناں چہ وہ ایک شیر اور گھوڑے کا واقعہ نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"اس واقعے کے بعد سخی مٹھن شاہ نے فرمایا کہ آپ کی ولایت ظاہر ہو گئی ہے، لہذا آپ ساندل بار تشریف لے جائیں، ساندل بار کا علاقہ تیر تھ گڑھ آپ کی ولایت ہے، وہیں آپ کا مقام ہے، درج بالا ہدایات کی روشنی میں حضور سید مراد علی شاہ بخاری مخدوم قبلہ ساندل بار تشریف لائے۔"[2]

اس کی تائید احمد غزالی کی کتاب ساندل بار سے بھی ہوتی ہے۔

آپ کو حضرت مٹھے مدار قدس سرہ سے سلسلہ مداریہ میں اجازت و خلافت حاصل تھی، اس نسبت پر آپ کو بہت فخر تھا، یہی وجہ ہے کہ آپ بھی مشائخ مداریہ کی

---

[1] بحر مراد، ص:۴۴، مطبوعہ لاہور ۲۰۱۵

[2] بحر مراد، ۴۳، مطبع سابق

طرح صمدیت مآب نظر آتے ہیں، بعض نے آپ کو سہروردی سلسلے میں بھی مجاز لکھا ہے، مگر صاحب سجادہ علی مجاور نے راقم السطور کو بتایا کہ حق یہ ہے کہ آپ صرف سلسلہ مداریہ کے ہی بزرگ ہیں، دوسرا سلسلہ خانقاہ میں غیر متصور ہے، لیکن تذکرہ قطبیہ سے معلوم پڑتا ہے، کہ آپ کو سہروردی بزرگ سے بھی نسبت رہی، مثلاً اس میں مندرج ہے:

"شاہ ابوالخیر بن سید عمر حسینی رحمۃ اللہ علیہ شیخ مٹھے مدار کے مریدوں میں سے تھے، آپ اپنے وقت کے شہباز ولایت تھے، مگر اکثر عالم سکر میں رہتے تھے، ایک مرید نے شیخ مٹھے مدار سے عرض کی، حضرت شاہ ابوالخیر پر ہمیشہ بے خودی کا عالم طاری رہتا ہے، اگر ان جیسا مرد خدا عالم صحو میں ہوتا تو بہت سے لوگوں کو فیض پہنچتا، شیخ مٹھے مدار نے فرمایا کہ اسے میرے فرزند قطب العالم کے پاس لے جاؤ، ان کی صحبت میں یہ ہوش میں آجائے گا، اور اپنا بقیہ نصیبہ بھی ان سے وصول کرلے گا، لوگ حضرت شاہ ابوالخیر کو حضرت قطب العالم کے پاس لے کر آئے، آپ نے جیسے ہی دست مبارک سے ان کا کان پکڑا، وہ فوراً حالت صحو میں آگئے، اور جو فیض حاصل کرنا تھا حاصل کرلیا، مدت العمر آپ کی یہی حالت رہی کہ کبھی حالت صحو میں آجاتے تھے اور کبھی عالم سکر میں چلے جاتے۔"[1]

[1] تذکرۂ رکن عالم، ص:۳۲۷، مطبوعہ قیصر الادب لودھراں ملتان۔
تذکرہ قطبیہ کی فارسی عبارت اس طرح ہے:
"یکے از مریدان شیخ مٹھے مدار شاہ ابوالخیر بن سید عمر حسینی شاہ باز وقت بود، فاما اکثر در عالم سکر میں بود، یکے از مریدان شیخ مٹھے مدار عرض نمود کہ یا شیخ حیف است کہ مانند سید السادات ابوالخیر عزیزے اکثر در عالم سکر مستغرق می باشد، اگر ہمچو مردے در عالم صحو می بودے، بسیار کسان راازو بہرہ می رسیدے، حضرت بندگی شیخ مٹھے مدار فرمودند کہ ایں راپیش فرزندم شیخ چوہڑ عظمہ اللہ تعالیٰ ببرید کہ از صحبت او در عالم صحو خواہد آمد وبقیہ نصیب خود نیز ازو بگیرد، آخر الامر شاہ ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ راچند عزیزاں بحکم شیخ مٹھے بخدمت بندگی قطب العالم عظمہ =

اگر بالفرض تسلیم کرلیا جائے کہ آپ نے شیخ عبد الجلیل سے فیض پایا تو واضح رہے کہ شیخ عبد الجلیل بھی حضرت شیخ مٹھن مداری قدس سرہ سے سلسلہ مداریہ میں خلافت یافتہ تھے، جس کا ذکر سابق میں بالدلائل گزرا، یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ سہروردی تذکرہ نگاروں نے انھیں فقط سہروردی ثابت کرنا چاہا، مداری نسبت کو مردہ شکل دینے کی کوشش کی، اور یہ بھی حق ہے کہ مداری سلسلے سے مشائخ مداریہ پر کوئی مہتم بالشان کام سر انجام نہ ہو سکا، نتیجۃً مداری مشائخ پر دوسری نسبتیں غالب کر دی گئیں۔ بہر کیف حضرت ابو الخیر نولکھ ہزاری قدس سرہ پر سلسلہ مداریہ غالب رہا، جس کی تائید صاحب سجادہ اور خانقاہی دیگر نوشتہ جات سے بھی ہوتی ہے، مثلا خانقاہ شریف کے ایک قدیم نوشتہ میں مندرجہ یہ سندھی اشعار ملاحظہ ہوں:

"لجپال سخی سرکار مری ہوں عاشق نور نظارے کا
مناور ہے نو لکھ ہزّاری پیر سخی جگ سارے کا
شاہ سید گھر نور جگّے شاہ قاری تیس سپارے کا
مخمور کیا سخی مٹھن شاہ جو رہبر پیر ہمارے کا
توئیں غفور کا نور بھیَو محبوب نبی سردار کیا
ہے سرور پاک نبی اکرم دو عالم کا مختار کیا
حیدر صفدر شاہِ جلی علی شیر امیر قرار کیا
حسن حسین کا ورد ہُووَے سخی واہ واہ راضی یار کیا
گھر سید عمبر مہتاب ہویا رب ظاہر وچ سنسار کیا
آگے نور الیقین سے پاک سید واہ فیض چا پیر مدار کیا[1]

خانقاہ شریف کے مجاور و سجادہ نشین صاحب زادہ علی رضا مجاور صاحب نے راقم

= اللہ تعالیٰ آوردند، حضرت ایشاں گوش شیخ ابو الخیر گرفتند، ہماں محل شاہ ابو الخیر بعالم صحو آمدند، وبعد از صحبت بندگی قطب العالم عظمہ اللہ تعالیٰ احوال شاہ ابو الخیر آں چناں بود کہ گاہے در عالم سکر می رفتندے و گاہے در عالم صحو می آمدندے" (تذکرۂ قطبیہ، ص:۲۱-۲۲، ناشر نامی متولی، سال تصنیف:۹۴۶ھ)

[1] موروثی نوشتہ، مملوکہ علی رضا مجاور صاحب سجادہ درگاہ نولکھ ہزاری

الحروف کو بتایا کہ آج بھی ہمارے سن رسیدہ مشائخ کو ایسے قدیم سندھی اشعار ازبر ہیں، جن میں حضرت شیخ مٹھے مداری بن قاضی محمود مداری کنتوری اور مدار پاک کا ذکر تکرار کے ساتھ مذکور ہے، اس سے معلوم پڑتا ہے کہ شیخ ابو الخیر نو لکھ ہزاری قدس سرہ پر سلسلہ مداریہ غالب تھا، علاوہ ازیں تذکرہ شاہ رکن عالم، یادگار سہروردیہ وغیرہ میں آپ کی نسبت مداریہ کو اجاگر کیا گیا ہے، ذیل میں لاہور کے اولیاے سہروردسے مزید نقل کیا جاتا ہے، چناں چہ میاں محمد دین کلیم قادری زیب قرطاس ہیں:

"مجاوران شاہ ابو الخیر بتاتے ہیں کہ آپ کی ارادت سلسلہ مداریہ میں مٹھے مداری سے تھی"[1]

بحر مراد کے مطابق آپ کا سنہ ولادت ۸۴۵ھ اور سنہ وصال ۹۰۸ھ ہے، اس لحاظ سے آپ نے ۶۳ر سال کی عمر بابرکت پائی، شاہ کوٹ سندھ میں مرجع خلائق ہیں۔ أفاض اللہ علینا من فیوضہ العامۃ۔

اختتامیہ:

ان دو بزرگوں کی تذکرہ نگاری کے بعد بڑے وثوق کے ساتھ عرض ہے کہ گرو نانک جی حضرت سید علی مراد نو لکھ ہزاری قدس سرہ کے مرید و مجاز تھے، جن سے انھیں جام مداریت خاص طور پر حاصل ہوا، یہ بات کئی جہات سے قابل اعتبار اور مستند ہے، مؤرخین و محققین نے بالعموم یہ وضاحت کی ہے کہ بابا گرو نانک ایک سید کی دعا سے متولد ہوئے، جن کا نام سید مراد ابو الخیر نو لکھ ہزاری ہے، چناں چہ خواجہ محمد عبد اللہ بن عبدہ حسنی حسینی کتاب بت شکن میں لکھتے ہیں:

"بابا گرو نانک ایک مرد مومن ولی اللہ تھے، ایک مرد مومن ولی اللہ نے پیدائش سے پہلے ہی آپ کے والد کو آپ کی بشارت دی تھی۔"[2]

---

[1] لاہور کے اولیاے سہرورد، ص:۱۰۸، مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور ۱۹۶۹ء

[2] بت شکن گرو نانک، ص:۱۱

اسی طرح احمد غزالی ساندل بار کی تاریخ میں لکھتے ہیں:

”ایک بابا کالو جی جو لاولد تھے، حضرت بابا نو لکھ ہزاری کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور دعا کی درخواست کی، بعد دعا بابا نو لکھ ہزاری نے انھیں بچے کی پیدائش کی خوش خبری سنائی، اس لوک روایت کے مطابق گرو نانک حضرت بابا نو لکھ ہزاری کی دعا سے پیدا ہوئے“[1]

کتاب اولیاے سہر ورد کا مصنف اس واقعے کو مورخ شریف احمد شرافت نوشاہی کے حوالے سے یوں لکھتا ہے:

”کالو کھتری ساکن تلونڈی جو قوم بھٹی کا دھڑ وائی تھا، اس نے جب شاہ صاحب کی تشریف آوری اور راے بلاور کے حق میں دعا کرنا سنا تو وہ بھی حاضر خدمت ہوا اور عرض کی شاہ صاحب میرے ہاں کوئی اولاد نہیں، آپ میرے حق میں دعا فرمائیں، چنانچہ آپ نے اسے بشارت دی کہ خدا تعالیٰ تمھارے ہاں لڑکا عطا کرے گا، اس کا نام نانک رکھنا وہ درویش آدمی ہو گا اور اس کا نام زمانے میں مشہور ہو گا، چنانچہ اس کے بعد کالو کھتری کے ہاں نانک پیدا ہوئے، جو بعد میں بنام گرو نانک یا بابا نانک مشہور ہوئے اور شاہ ابو الخیر کی پیش گوئی حرف بہ حرف پوری ہوئی“

مزید لکھتے ہیں:

”راے بلاور بھٹی نے اپنی مملوکہ زمین سے اٹھارہ ہزار گھماوں زمین بابا نانک کو دے دی، اس غرض سے کہ یہ میرا پیر بھائی ہے، اور ہم دونوں ایک ہی بزرگ یعنی شاہ ابو الخیر نو لکھ ہزاری کے مرید ہیں، چنانچہ آج تک وہ زمین گوردوارہ ننکانہ صاحب کے نام متوارث چلی آتی ہے“[2]

---

[1] ساندل بار وسطی پنجاب کی کہانی، ص:۲۹۱، ناشر فروز سنز ۱۹۸۷ء

[2] لاہور کے اولیاے سہر ورد، ص:۱۱۰، مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور

مزید بر آں بابا گرونانک کے حسب حکم آویزاں کردہ ایک کتبہ بھی ان کے پیر کا پتہ دیتا ہے، جو انھوں نے سفر بغداد کے دوران لگوایا تھا، جس کا نقشہ یہ ہے:

بغداد کا کتبہ

گورنہ مراد ایلدی حضرت رب مجید

بابا نانک فقیر اولدی کہ عمارت جدید

یدی ایلر امداد ایدوب کلدی کہ تاریخنہ

یاپدی ثواب اجرا بزہ نی مرید سعید

سنہ ۹۲۷

اس کا ترجمہ مندرجہ ذیل ہے:

"گرو مراد وفات پا گئے، بابا نانک فقیر نے اس عمارت کی تعمیر میں ہاتھ بٹایا جو ایک نیک مرید کی طرف سے اظہار عقیدت کے طور پر تھا، تاریخ ۹۲۷ ہجری"

اس کتبے سے استفادہ کرتے ہوئے مسٹر بینر جی نے اپنی کتاب ایوولشن آف خالصہ میں تحریر کیا:

"Guru Murad died, Baba Nanak Faqir helped in constructing thi building which is an act of grace from virtuous follower."[1]

مسٹر بینر جی اس ترجمے کے بعد لکھتے ہیں:

" Guru Nanak thus appears to have been a follower of Guru Murad"

---

[1] Evolution of Khalsa,vol.1,P.73,pub by University of Calcutta 1936 A C

ترجمہ: گرونانک اس طرح گرو مراد کے مرید معلوم پڑتے ہیں۔
گورنمنٹ انڈیا کا شعبہ پبلیکیشن ڈویژن منسٹری آف انفارمیشن اینڈ براڈکاسٹنگ کی طرف سے شائع کردہ کتاب "گرونانک" سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے:

A Baghdad inscription inthe Turkish language dated A.H tells us that Baba Nanak Faqir was a virtuous 927 follower of Guru Murad ,the fact that Guru Nanak visited a distant place like Baghdad and helped in constructing a building to commemorate a Muslim Saint in undoutfully significant.[1]

یہ کتبہ ترکی زبان میں ہے، راقم نے ایک ترکی برادر سے اس کی تصحیح چاہی تو اس نے پروفیسر بینرجی کے ترجمے کی تائید کی، واضح رہے کہ بابا کا معنی اصطلاح لغت میں درویش اور فقیر بھی ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ روزنامہ اوصاف، رسالہ سن سپاہی امرتسر ۱۹۶۸ء، ماہنامہ خواجگان وغیرہ میں تفصیل ملتی ہے کہ آپ نولکھ ہزاری نامی ایک سید کی دعا سے متولد ہوئے اور بعد میں انھی سے شرف بیعت واجازت حاصل کیا۔

میاں حامد محمود چشتی جو کہ نسب اور تاریخ پر اچھی گرفت رکھتے ہیں، آپ کا شجرۂ مداریہ بایں طور رقم کرتے ہیں:

"بابا گرونانک دیو (حاجی) (م ۱۵۳۹)
سید مراد بخاری نولکھ ہزاری (م ۱۵۱۳)
شیخ مٹھن مداری کنتوری
قاضی محمود کنتوری

[1] Guru Nanak, publications division ministry of information and broadcasting government of India.

سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار (م ۱۴۳۴) الی آخرہ۔۔۔"[۱]

سعید الرحمٰن ایڈووکیٹ بابا گرونانک پر اپنے ایک مضمون میں بڑی نفیس گفتگو کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"مسلم صوفیہ میں بھی سلسلہ مداریہ کی ایک شاخ جو سلسلہ ملنگان کہلاتی ہے، جس کے بانی خلیفہ قطب المدار حضرت سید جمال الدین جان من جنتی (م ۹۵۱ھ) ہیں، جو حضور غوث پاک کے حقیقی بھانجے تھے، اس سلسلے کے وابستگان بھی بال نہیں کٹواتے ہیں، بابا گرونانک بنیادی طور پر حضرت سید مراد بخاری المعروف نولکھ ہزاری جن کا سلسلہ طریقت مداریہ سہروردیہ تھا کے مرید تھے، حضرت سید مراد بخاری کے پیر و مرشد سلسلہ مداریہ کے بزرگ حضرت شیخ مٹھن مداری کنتوری تھے، اغلباً ہے کہ مداریہ سلسلے کے زیر اثر بابا گرونانک نے بھی بال نہ کٹوانے کی روایات کی پاسداری کی ہوگی"[۲]

اسی طرح ایک مضمون بنام ٹلہ جوگیان بال ناتھ جہلم میں میاں صابری صاحب لکھتے ہیں:

"بال ناتھ کا دور جوگیوں کے عروج کا زمانہ تھا، تصوف کے ایک عظیم روحانی سلسلہ مداریہ کے ایک بزرگ حضرت شیخ جمال الدین جان من جنتی المعروف جمن جتی جو کہ حضرت شیخ بدیع الدین زندہ شاہ مدار کے مرید اور ان کی والدہ پیران پیر غوث الاعظم کے خاندان میں سے تھیں، آپ کا روحانی مقابلہ جوگی بال ناتھ کے ساتھ گجرات کی پہاڑیوں میں ایک محتاط اندازے کے مطابق ۱۴۱۴ء تا ۱۴۲۴ء کے

۱۔ رقعۂ محققۂ میاں حامد محمود چشتی و علی حسن ہاشمی

۲۔ مقالہ "بابا گرونانک (۱۴۶۹-۱۵۳۹ء) سکھ مت کے بانی"، سعید الرحمٰن ایڈووکیٹ، غیر مطبوعہ

درمیان ہوا، بال ناتھ جوگی کو اس مقابلے میں شکست ہوئی اور انھوں نے حضرت جمن جتی کو اپنا روحانی گرو تسلیم کیا اور سلسلہ مداریہ میں داخل ہوئے اور مداری سلسلے کا مچ (آگ کا الاؤ) حاصل کیا۔ جوگی بال ناتھ نے جہلم میں موجود اسی ٹلہ جوگیان کو اپنا مستقل مسکن بنایا، اسی کی نسبت سے اسے ٹلہ بال ناتھ بھی کہا جانے لگا، اور سلسلہ مداریہ کا مشہور مچ اس خطہ پوٹھوہار میں آپ نے ہی متعارف کرایا، بابا گرو نانک جو کہ حضرت بابا نولکھ ہزاری کے مرید و خلیفہ تھے، جوگی بال ناتھ بھی چوں کہ سلسلہ مداریہ میں بیعت ہو گئے تھے تو بابا گرو نانک نے اسی نسبت سے ٹلہ بال ناتھ جوگیان کا سفر کیا اور وہاں چلہ کشی کی"[۱]

ان تمام حوالہ جات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بابا گرو نانک کرتارپوری حضرت سید علی مراد ابو الخیر نولکھ ہزاری قدس سرہ سے مرید و مجاز تھے اور انھیں سلسلہ مداریہ سے خاص ربط و اتصال تھا، یہی وجہ تھی کہ آپ نے جنم ساکھی میں کئی مقامات پر خود کو ملنگ اور اپنے پیر کو زندہ پیر سے یاد کیا، مثلاً ایک مقام پر ہے:

بانی سچ خدائیدے
کہے نانک شا ملنگ[۲]

اور یہ واضح ہے کہ ملنگ گیری سلسلہ مداریہ کا ہی خاصہ ہے، تفصیل کے لیے فیروز اللغات اور میری کتاب تذکرہ مشائخ مداریہ جلد اول ملاحظہ کریں، نیز سردست سردار بہادر کا بن سنگھ جی مابھہ کا یہ اقتباس بھی پڑھ لیں:

"ملنگ مسلمانوں کا ایک فرقہ ہے جو زندہ شاہ مدار سے شروع ہوا ہے"[۳]

۱۔ غیر مطبوعہ
۲۔ جنم ساکھی بھائی بالا، ص:۲۰۸
۳۔ ترجمہ از مہان کوش ص:۲۸۶۶

اسی طرح آپ اپنے پیر کے ذکر میں لکھتے ہیں:

"وڈا پانی جیو ہے جیا جیو کہائے
زندہ پیر بکھانئے سب کا وڈا کہائے"[1]

آپ دوسرے مقام پر مدار پاک کا یوں ذکر کرتے ہیں:

"پھر بیڑا چایا مومن دین سید شاہ مدار
آئے شاہ خراسان دے ہوئے چہل تناں دیدار

ہسے ہڑ ہڑا چہلتن کہے کہاں چلے مستان
جسدے دعویٰ دار ہو اگے بھی ہندوستان

اسیں سہاب پیغمبری آئے نال امام
اسیں مارے ہندو کوہ وچہ شاہ ماریا ہندوستان

شاہ مرداں آیا زور کر سندھوں گیا نہ پار
لکھ گیا طلاق نوں اندر پربت دار

تب دھر کے ہندو بھیس کو چلے مون مدار
آئے ہندوستاں وچہ تب لاگے کرن بیچار

اک رہیا اجمیر وچہ اک رہیا مکن پور جائے
کرکے ناٹک چیٹک ہندو لے بلائے

گورکھ دتا مدار نوں کرکے بہہ کرامات
داہڑی چھ منائیکے منی آن سادات(۲)

---

[1] جنم ساکھی، ص:۲۳۹

[2] جنم ساکھی (کلام بابا گورونانک)، ص:۲۰۹، ساکھی مدینے دی، سترہواں سوال

اسی طرح گرونانک کے فالوور گرو گوبند سنگھ نے ظفر نامہ اور دسن گرنتھ مین حضرت قطب المدار کا ذکر کیا ہے، چناں چہ موہن سنگھ گرو گوبند سنگھ کے متعلق لکھتے ہیں :

"He makes mention of medieval Muslim saints, Muin al-din and Shah madar and the classical Persian poet Firdausi"[1]

ترجمہ: گرو گوبند سنگھ نے وسطی عہد کے مسلم سنتوں کا بھی ذکر کیا ہے مثلاً معین الدین، شاہ مدار اور قدیم فارسی شاعر فردوسی۔

یہ مفصل گفتگو واشگاف کرتی ہے کہ بابا گرو نانک کو سلسلہ مداریہ سے خاص ارتباط تھا، چوں کہ آپ کو اپنے محسن سید مراد نو لکھ ہزاری قدس سرہ سے مداری سلسلہ حاصل تھا، جو حضرت سید مٹھن مداری قدس سرہ سے نسبت مداریہ سے سرفراز تھے، حضرت مٹھن مداری قدس سرہ فقط ایک واسطے سے سید احمد بدیع الدین قطب المدار قدس سرہ سے جا ملتے ہیں، تفصیل سابق میں گزر چکی ہے، انھی چند باتوں پر اکتفا کرتا ہوں، مزید تحقیقات سامنے آئیں، تو نئے مضمون میں پیش کی جائیں گی ان شاء اللہ عزوجل۔ اللهم ثبت قلبي على دينك و اغفر لي و لوالدي بحق نبيك صلى الله تعالى عليه و آله و سلم.

ہاشم بدیعی مصباحی

۲؍ ربیع الاول ۱۴۴۵ھ بمطابق ۱۸؍ ستمبر ۲۰۲۳

دین دیال سنگھ پبلک لائبریری آئی-ٹی-او، نئی دہلی

misbahimohdhashim@gamial.com

[1] Transaction,vol:4,p:255, Indian Institute of Advanced study,1967

مصادرومراجع

- نفوذ اسلام در ہند/ڈاکٹر تارا چند/ مطبوعہ ایران
- مناقب اولیا/حبیب اللہ قنوجی/ مخطوطہ رضالائبریری رام پور ۱۱۴۵ھ
- انیس العاشقین/شاہ مجا قلندر لاہرپوری/ مخطوطہ ابو الکلام آزاد ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ٹونک راجستھان ۱۲۹۱ھ
- تاریخ حسن/خواجہ غلام حسن کھویہامی/ مطبوعہ دی ریسرچ اینڈ پبلیکیشن ڈپارٹمنٹ سرینگر
- دبستان مذاہب/ محسن فانی/ مطبع منشی نولکشور لکھنؤ ۱۸۸۱ء
- ثمرات القدس من شجرات الانس/لعل بدخشی/ مخطوطہ رضالائبریری رامپور ۱۰۰۹ء
- تذکرۂ قطبیہ/ شیخ ابو بکر قریشی/ناشر نامی متولی ۹۴۶ھ
- سیر المدار/ ظہیر احمد بدایونی/ مطبع منشی نولکشور لکھنؤ ۱۹۰۰ء
- یادگار سہروردیہ/ خاور سہروردی/ مطبوعہ لاہور
- بحر مراد/ علی رضاشاہ مجاور/ مطبوعہ لاہور ۲۰۱۵ء
- تذکرۂ رکن عالم/نور احمد خان فریدی/ مطبع قیصر الادب لودھراں ملتان
- لاہور کے اولیاے سہرورد/ میاں محمد دین کلیم قادری/ مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور ۱۹۶۱ء
- ساندل بارو سطی پنجاب کی کہانی/ احمد غزالی/ناشر فروز سنز ۱۹۸۷ء
- بابا گرونانک ایک درویش خدامست/ جہانگیر تمیمی/ مطبع پنجاب یونی ورسٹی لاہور
- بابا گرونانک اور ان کی مقدس تعلیمات/گیان کرتار سنگھ/ناشر سردار دلیپ سنگھ سرینگر
- ترجمہ ازمہان کوش/ سردار بہادر کابن سنگھ
- جنم ساکھی بھائی بالا
- بت شکن گرونانک/ محمد عبداللہ حسنی حسینی
- قلمی نوشتہ جات درگاہ نولکھ ہزاری
- بی بی سی نیوز (اردو) ۱۰/ ستمبر ۲۰۱۸ء
- سفر نامہ ابن بطوطہ/ابن بطوطہ/ نفیس اکیڈمی ۱۹۸۶ء
- رقعۂ محققۂ میاں حامد محمود چشتی و علی حسن ہاشمی
- مقالہ "بابا گرونانک (۱۴۶۹-۱۵۳۹ء) سکھ مت کے بانی"، سعید الرحمٰن ایڈووکیٹ۔
- تصوف کی اصل حقیقت/ قاضی قدیر الدین/ مطبوعہ لاہور ۱۹۹۶ء
- Transaction, Indian Institute of Adbanced study, 1997
- Guru Nanak, publications division ministry of information and broadcasting government of India.
- Evolution of Khalsa,Anil Chandra Benarjee, University of Calcutta 1936.